Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 04, Issue 01, January - June 2025, PP: 115-138
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v2i2.2427
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

ہندکو زبان میں قرآن مجید کا پہلا منظوم ترجمہ :ایک تجزیاتی مطالعہ

The First Rhymed Translation of the Holy Qur'an in Hindko: An Analytical Study

Usman Ali Khan
Ph.D. Scholar, Department of Islamic and religious Studies, University of Haripur.
Usmanhazarvi93@gmail.com

Dr. Abdulmuhaimin
Assistant Professor, Department of Islamic and religious Studies, University of Haripur.

Abstract

This research article presents a linguistic and intellectual analysis of the Hindko poetic translation of the Holy Qur'an by the renowned poet and scholar, Abdul Ghafoor Malik. The study situates the translation within the broader historical and literary context of the Hindko language, aiming to understand its impact on religious expression in a regional linguistic framework. The article begins by outlining the historical development and cultural relevance of the Hindko language, thereby establishing a foundation for assessing the Qur'anic translation's reception and significance.

It further explores the tradition of poetic translations of the Qur'an in Islamic history, shedding light on how, across different eras, the meanings of the Qur'an have been conveyed through verse in various languages. The paper also examines the Islamic legal discourse concerning the permissibility and limits of rendering the Qur'anic text into poetry, with reference to classical jurists and contemporary scholars.

Through a critical linguistic analysis of Malik's poetic style, diction, rhythm, and semantic clarity, the article highlights the effectiveness of conveying the Qur'anic message in Hindko. The findings reveal that this translation not only enriches the religious and intellectual heritage of

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

Hindko literature but also serves as a distinguished example of local-language Qur'anic understanding. It also illustrates that while religious writing in Hindko has historically been limited, Abdul Ghafoor Malik's work represents a significant milestone.

The study recommends the promotion of Qur'anic expression in regional languages like Hindko and calls for further scholarly exploration in the domain of vernacular religious literature. It also suggests incorporating such translations into the curricula of religious seminaries and universities to strengthen grassroots comprehension of Islamic teachings.

Keywords: *Qur'an, Qur'anic expression, Hindko, Regional languages, Translation.*

1 تمہید

قرآن مجید کا ترجمہ دنیا کی متعدد زبانوں میں کیا گیا ہے تاکہ اہلِ زبان قرآن کا پیغام بہتر طور پر سمجھ سکیں۔ برصغیر میں اردو، فارسی، پنجابی، سندھی، پشتو اور دیگر زبانوں میں قرآن کے تراجم کیے گئے، جن میں نثر کے ساتھ ساتھ نظم میں ترجمے کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ ہندکو زبان، جو خیبر پختونخوا اور شمالی پنجاب میں بولی جاتی ہے، اپنے ادبی ذوق اور اظہار کی لطافت کے باعث قرآن کے ترجمے کی زبان بھی بنی۔

عبدالغفور ملک کا ہندکو منظوم ترجمہ قرآن ایک ایسی منفرد کوشش ہے جس نے ہندکو زبان کے قارئین کو قرآن حکیم کے مفاہیم کو شعری پیرائے میں سمجھنے کا موقع فراہم کیا۔ یہ ترجمہ محض ادبی کاوش نہیں بلکہ فکری گہرائی اور دینی شعور کا مظہر ہے۔ اس مضمون میں ہم ان کے منظوم ترجمے کا لسانی، ادبی اور فکری جائزہ لیں گے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ عبدالغفور ملک نے قرآن کے پیغام کو کس حد تک ہندکو شعری روایت میں ڈھالا ہے۔

2 قرآنِ کریم کے ترجمے کی تاریخ کا اجمالی جائزہ

قرآن کریم کا ترجمہ اسلامی تاریخ میں ایک نہایت اہم اور نازک علمی و دینی عمل رہا ہے۔ قرآن کریم چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا، اس لیے غیر عرب اقوام میں اس کے پیغام کو عام کرنے کے لیے ترجمے کی ضرورت ہمیشہ محسوس کی گئی۔ تاہم، شروع میں اس بارے میں فقہی اور عقیدتی تحفظات بھی پائے جاتے تھے کہ کہیں ترجمے کے ذریعے اصل مفہوم میں تحریف نہ ہو[1]۔ وقت کے ساتھ ساتھ علمی تحقیق، تقاضائے دعوت، اور لسانی وسعت نے ترجمۂ قرآن کو ایک مضبوط روایت میں بدل دیا۔

قرآن کریم کا سب سے پہلا معروف ترجمہ آٹھویں صدی عیسوی میں فارسی زبان میں ہوا۔ بعض مؤرخین کے مطابق یہ ترجمہ حضرت سلمان فارسیؓ کے توسط سے غیر رسمی شکل میں شروع ہوا تھا، لیکن مدوّن ترجمہ بعد میں منصور بن نوح (961-976ء) کے

دور میں ہوا[2]۔ فارسی کے بعد قرآن کا ترجمہ یونانی، سریانی، لاطینی، اور بعد میں برصغیر کی زبانوں مثلاً سندھی اور اردو میں ہوا۔ لاطینی زبان میں پہلا ترجمہ 1143ء میں "رابرٹ آف کیٹن" نے کیا، جو بعد میں یورپ میں کئی صدیوں تک قرآن فہمی کا بنیادی ذریعہ رہا[3]۔

2.1 برصغیر میں اردو اور علاقائی زبانوں میں ترجمۂ قرآن

برصغیر میں قرآن کے اردو ترجمے کی روایت سترہویں صدی سے شروع ہوئی۔ پہلا باقاعدہ اردو ترجمہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے بیٹے شاہ عبد القادر دہلوی نے 1790ء میں کیا، جو سادہ اور عوامی زبان میں تھا[4]۔ اس ترجمے نے برصغیر میں قرآن فہمی کی راہ ہموار کی۔ قرآن مجید کے تراجم پنجابی، سندھی، پشتو، بنگالی، کشمیری، بلوچی، براہوی اور ہندکو سمیت درجنوں علاقائی زبانوں میں کیے گئے ہیں [5]۔ یہ تراجم نہ صرف دین کی تعلیم عام کرنے کا ذریعہ بنے بلکہ ان زبانوں کی ادبی و علمی حیثیت بھی بلند ہوئی۔

جدید دور میں قرآن کے انگریزی، فرانسیسی، جرمن، ہسپانوی، روسی اور چینی زبانوں میں تراجم نے عالمی سطح پر اسلام کی تفہیم کے لیے راہیں کھولی ہیں۔ عبد اللہ یوسف علی کا انگریزی ترجمہ (1934ء) آج بھی دنیا بھر میں مقبول ہے [6]۔

2.2 موضوعاتی اور تفسیرانہ تراجم

جدید دور میں موضوعاتی ترجمے اور تفسیری ترجمے بھی منظرِ عام پر آئے جن میں خاص طور پر مولانا مودودی کی "تفہیم القرآن"، مولانا اشرف علی تھانوی کی "بیان القرآن"، اور امین احسن اصلاحی کی "تدبرِ قرآن" شامل ہیں، جو محض ترجمے نہیں بلکہ فکری و تفسیری نظام بھی ہیں [7]۔

2.3 برصغیر میں منظوم تراجمِ قرآن کی روایت

منظوم ترجمہ سے مراد ایسا ترجمہ ہے جو شعری قالب میں ہو یعنی بحر، قافیہ، ردیف اور دیگر شعری لوازمات کا لحاظ رکھتے ہوئے قرآن کے مفہوم کو نظم کی صورت میں منتقل کیا جائے۔ اس طرز ترجمہ کا مقصد قرآن کے حسنِ بیان، تاثیر اور فکری لطافت کو نثری ترجمے سے زیادہ قریب کے انداز میں پیش کرنا ہے۔ [8]

برصغیر میں قرآن کریم کے تراجم کی روایت قدیم اور متنوع ہے، تاہم منظوم تراجم ایک خاص ادبی و روحانی جہت رکھتے ہیں۔ قرآنِ مجید کا ترجمہ اسلامی دعوت، فہمِ دین اور علمی رسائی کا ایک اہم ذریعہ رہا ہے۔ برصغیر میں جہاں نثری تراجم کی مضبوط روایت رہی ہے، وہیں منظوم تراجم بھی عوام الناس اور اہلِ ادب دونوں کے لیے ایک مؤثر وسیلہ رہے ہیں۔ منظوم ترجمہ قرآن کو صرف ایک لسانی کاوش نہیں، بلکہ ایک روحانی، جمالیاتی اور تخلیقی عمل بھی سمجھا جاتا ہے۔ [9]

2.4 برصغیر میں منظوم تراجم کا آغاز

فارسی منظوم تراجم: فارسی زبان برصغیر میں دینی، علمی اور درباری زبان کی حیثیت رکھتی تھی۔ فارسی میں قرآن کے منظوم تراجم کی ابتدا ایران سے ہوئی، جو بعد ازاں برصغیر میں بھی رائج ہوئی۔ برصغیر کے بعض صوفی شعرا نے جزوی منظوم ترجمے یا ترجمہ نما تفسیری اشعار لکھے، جیسے حضرت شاہ نصیرؒ، میر تقی میرؒ اور دیگر صوفی شعراء۔[10]

اردو منظوم تراجم: اردو میں مکمل منظوم تراجم کی ابتدا 19ویں صدی کے آخر میں ہوئی۔ نمایاں منظوم مترجمین درج ذیل ہیں:

مفتی صدیر الدین آزردہ دہلویؒ آزردہ اردو میں جزوی منظوم ترجمہ پیش کرنے والے ابتدائی اہلِ علم میں سے تھے۔ ان کے ترجمے میں ادبی شائستگی اور دینی تفہیم کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔

حافظ محمد شفیعؒ انہوں نے منظوم ترجمے کے ذریعے قرآن کے مفہوم کو عصری طرزِ بیان میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ ان کے ترجمے میں بحر اور وزن کا خاص خیال رکھا گیا۔[11] اگرچہ علامہ اقبال نے قرآن کا مکمل منظوم ترجمہ نہیں کیا، لیکن ان کی شاعری قرآنی مفاہیم کا منظوم اظہار ہے۔ "جاوید نامہ" اور "اسرارِ خودی" میں قرآنی تاثر نمایاں ہے۔[12]

پنجابی منظوم تراجم: پنجابی صوفی شعرا جیسے بابا فریدؒ، بلھے شاہؒ اور وارث شاہؒ نے قرآن کی تعلیمات کو نظم کے ذریعے عوام تک پہنچایا۔ جدید دور میں مولوی غلام رسول عالپوری نے قرآن کے منتخب حصوں کو منظوم پنجابی ترجمے کے ساتھ پیش کیا13۔

سندھی منظوم تراجم: سندھی زبان میں بھی قرآنی اشارات پر مبنی شاعری اور منظوم تراجم کی روایت موجود ہے۔ عطا محمد صدیقی اور مولانا دیدار علی نے منظوم انداز میں تفسیری اشعار لکھے 14۔

پشتو منظوم تراجم: پشتو کے معروف عالم مولوی محمد شفیع نے مکمل قرآن کا منظوم ترجمہ کیا، جو نہ صرف شعری حسن سے مزین ہے بلکہ اس میں فقہی مفاہیم کا بھی لحاظ رکھا گیا15۔

ہندکو منظوم تراجم: عبد الغفور ملک نے مکمل قرآنِ کریم کا منظوم ترجمہ ہندکو زبان میں کیا، جو اس زبان میں اپنی نوعیت کا پہلا مکمل کارنامہ ہے۔ اس ترجمے نے ہندکو میں قرآن فہمی کا نیا باب کھولا16۔

2.5 منظوم تراجم کے اثرات

تعلیم و دعوت منظوم تراجم عوامی سطح پر قرآن فہمی کا ذریعہ بنے۔ نظم کی سمعی تاثیر سے قرآن کے پیغام کو عام فہم انداز میں منتقل کرنا آسان ہوا[17]۔ ادبی خدمت ان تراجم نے مقامی زبانوں کے شعری دامن کو وسعت دی اور قرآنی ادب کو ایک الگ اسلوب بخشا[18]۔ روحانی کیفیت منظوم انداز قرآن کی سماعت کو مؤثر بناتا ہے، جو صوفیانہ مجالس میں زیادہ مؤثر ثابت ہوا[19]۔

3 منظوم ترجمہ ٔقرآن سے متعلق مسائل

ترجمہ ٔقرآن میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ عربی زبان کی ساخت اور اس کے الفاظ کے معانی کا عمق دوسری زبانوں میں مکمل طور پر منتقل نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے اکثر علماء اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ترجمہ قرآن کا بدل نہیں بلکہ صرف "مفہوم کی ترجمانی" ہے۔[20]
قرآن مجید کے تراجم کی تاریخ نہایت قدیم، جامع اور متنوع ہے۔ ترجمہ ٔقرآن نہ صرف دعوتِ دین کا ایک مؤثر ذریعہ رہا ہے بلکہ علمی و فکری ارتقاء کا سبب بھی بنا ہے۔ موجودہ دور میں، جب کہ دنیا بھر میں لسانی و فکری تنوع موجود ہے، ترجمہ ٔقرآن کی روایت مزید وسعت اور تحقیق کا تقاضا کرتی ہے۔

بعض ناقدین کے مطابق نظم میں ترجمے کے دوران بعض اوقات اصل مفہوم متاثر ہوتا ہے۔ بحر، وزن، قافیہ کی پابندیاں کبھی کبھی تحریف یا تاویل کا سبب بن سکتی ہیں۔[21] اس لیے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ منظوم ترجمہ محض "مفہوم کی ترجمانی" ہے، قرآن کا بدل نہیں۔ برصغیر میں منظوم تراجمِ قرآن کی روایت دینی، ادبی اور روحانی لحاظ سے نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ ان تراجم نے نہ صرف قرآن کے پیغام کو عوام تک پہنچانے میں مدد دی بلکہ زبان و ادب کو بھی ایک نئی جہت عطا کی۔ اگرچہ اس روایت میں کئی چیلنجز موجود ہیں، تاہم اس کی افادیت اور اثر انگیزی سے انکار ممکن نہیں۔

4 ہندکو زبان میں قرآنی خدمات کا پس منظر

ہندکو پاکستان کی ایک قدیم علاقائی زبان ہے جس کا دائرہ خیبر پختونخوا، شمالی پنجاب، اور کشمیر کے بعض علاقوں تک پھیلا ہوا ہے۔ اس زبان میں دینی خدمات، خصوصاً قرآنِ کریم کے تراجم و تفاسیر کی روایت نئی مگر توجہ طلب ہے۔

ہندکو ایک ہند آریائی زبان ہے جو پنجابی، اردو اور سرائیکی سے لسانی قربت رکھتی ہے۔ اسے بعض محققین اردو-پنجابی کے درمیانی لہجے کے طور پر بھی دیکھتے ہیں۔[22] اس کے کئی لہجے ہیں جیسے: پشوری، ہزاروی، اور کوہستانی۔

ہندکو زبان بولنے والے علاقوں میں پشاور، ایبٹ آباد، ہری پور، مانسہرہ، کوہاٹ، اٹک، ہزارہ ڈویژن اور آزاد کشمیر کے بعض علاقے شامل ہیں۔[23] پاکستان میں ہندکو کو "علاقائی زبان" کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے، اور 2011ء میں اسے پہلی بار خیبر پختونخوا میں علاقائی زبان کی حیثیت سے تدریسی سطح پر شامل کیا گیا[24]۔ اس زبان میں علمی و ادبی کاموں کا دائرہ محدود رہا، تاہم حالیہ دہائیوں میں اس میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ ابتدائی طور پر ہندکو زبان میں قرآن مجید کی تعلیم نثر کی بجائے تقریری و زبانی انداز میں ہوتی رہی۔ مساجد، مکتب اور خانقاہی نظام کے ذریعے زبانی تفہیم کا رواج تھا، جہاں قرآن کی آیات کا ترجمہ و تشریح ہندکو زبان میں کی جاتی تھی۔[25]

جزوی ترجمے اور منتخب سورتوں کی ہندکو میں تفہیم کا عمل بیسویں صدی کے اوائل میں شروع ہوا، جس میں عام طور پر علماء مساجد میں ترجمہ و تشریح کرتے تھے مگر وہ تحریری شکل میں بہت محدود تھے۔ بعض صوفی شعراء نے اپنے کلام میں قرآنی تعلیمات کو شامل کیا،

تاہم وہ مکمل تراجم نہیں تھے۔

5 عبدالغفور ملک کا مکمل منظوم ترجمہ

ہندکو زبان میں قرآنِ کریم کا پہلا مکمل منظوم ترجمہ معروف محقق اور شاعر عبدالغفور ملک نے پیش کیا، جو نہ صرف دینی خدمت بلکہ لسانی و ادبی ترقی کا بھی مظہر ہے۔ یہ ترجمہ شعری قالب میں ہے اور قرآنی مفہوم کو سادہ، مترنم اور پر اثر انداز میں پیش کرتا ہے۔[26] ترجمہ قافیہ اور بحر کے ساتھ کیا گیا ہے، جو عوامی فہم کے لیے آسان اور روحانی اثرات کا حامل ہے۔ الفاظ کے انتخاب میں سادگی اور لسانی فصاحت کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ ہر آیت کا ترجمہ الگ شعری بند میں کیا گیا ہے تاکہ تدریس اور تبلیغ میں سہولت ہو۔

ہندکو زبان میں قرآنی خدمات کا آغاز دیر سے ہوا لیکن عبدالغفور ملک کی منظوم ترجمہ قرآن کی صورت میں یہ ایک مضبوط بنیاد پر قائم ہو چکی ہے۔ یہ ترجمہ نہ صرف دین کی عوامی تفہیم کو آسان بناتا ہے بلکہ ہندکو زبان کی علمی اور ادبی شناخت کو بھی مستحکم کرتا ہے۔ مستقبل میں اس میدان میں مزید تحقیقی، تفسیری اور فنی کام کی ضرورت ہے تاکہ قرآن کا پیغام ہندکو بولنے والے ہر فرد تک موثر انداز میں پہنچ سکے۔

5.1 مترجم کا تعارف

عبدالغفور ملک ایبٹ آباد کے قریب سلہڈ نامی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ ان کا پورا نام عبدالغفور تھا۔ یہ پٹھانوں کے ایک ذیلی قبیلے جدون برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن اپنے نام کے ساتھ ملک کی نسبت کا استعمال کرتے تھے۔ ان کی پیدائش 1923ء میں گاؤں سلہڈ ضلع ایبٹ آباد میں ہوئی۔ عبدالغفور ملک انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ بہت ساری صلاحیتیں اور تعلقات ہونے کے باوجود کسی طرح کی نمود و نمائش کبھی نہ کی۔ وہ انتہائی اعلیٰ درجے کے خطاط بھی تھے خطاطی کا ذوق ہونے کی وجہ سے انہوں نے ابتدا سے ہی اپنا پیشہ تصنیف و تالیف کو بنالیا۔ ایبٹ آباد جناح باغ کے پاس مصطفیٰ پرنٹنگ پریس میں بیٹھ کر تصنیف و تالیف کا کام کرتے تھے۔ انہوں نے ادبی دنیا میں بہت اعلیٰ نام کمایا۔

عبدالغفور ملک ہندکو زبان کے ساتھ ساتھ فارسی زبان کے نہایت ماہر ادیب تھے۔ وہ اکثر ہندکو زبان میں شاعری کے ساتھ ساتھ فارسی زبان میں بھی شاعری کیا کرتے تھے۔

عبدالغفور ملک کی پیدائش 1923ء میں ایبٹ آباد کے قریب ایک گاؤں سلہڈ میں ہوئی۔ پاکستان بننے کے وقت ان کی عمر 24 سال تھی۔ انہوں نے پاکستان سے قبل کے حالات بھی سمجھداری کے زمانے میں دیکھے تھے اور پاکستان بننے کے بعد کے ابتدائی حالات بھی انہوں نے اپنی انکھوں سے دیکھے۔

انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے ایبٹ آباد کے ایک گاؤں سلہڈ کے پرائمری سکول میں حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم مکمل کرنے

کے بعد وہ ایبٹ آباد کے ہائی سکول کی طرف متوجہ ہوئے اور 1940ء میں تعلیم مکمل کی۔البتہ اس رسمی تعلیم کی تکمیل کے بعد انہوں نے اپنا علمی اور ادبی سلسلہ جاری رکھا اور اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ ہندکو ادب کے معروف ادیب بھی تھے اور مذہبی، ادبی اور شاعری کی کئی کتابیں لکھی۔

چونکہ اس زمانے میں عام طور پر ابتدائی تعلیم مساجد میں دی جاتی تھی چنانچہ عبد الغفور ملک نے بھی اپنی محلہ کی مسجد کے امام صاحب سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔ ابتدائی قرآنی تعلیم کے ساتھ ساتھ انہوں نے اسی مقام پر بنیادی عربی اور فارسی زبان بھی سیکھی۔ یہی وجہ تھی کہ عبد الغفور ملک ہندکو زبان کے ساتھ ساتھ عربی اور فارسی پر بھی عبور رکھتے تھے۔

عبد الغفور ملک نے پاکستان بننے سے قبل اپنے ذریعے معاش کے طور پر محنت مزدوری کو اپنایا۔ لیکن پاکستان بننے کے بعد وہ یکسوئی سے صرف تصنیف و تالیف کے کام میں مشغول ہو گئے۔ عبد الغفور ملک انتہائی بہترین اور ماہر خطاط تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اس شوق کی تکمیل کے لیے اور اپنے اس فن سے استفادہ کرنے کے لیے کتابت اور تصنیف و تالیف کے شعبہ کو اپنایا۔ چنانچہ عبد الغفور ملک نے ایبٹ آباد جناح باغ کے پاس مصطفائی پرنٹنگ پریس پر بیٹھ کر کتابیں چھاپنا، لکھنا شروع کر دیا۔

عبد الغفور ملک کی وفات 2005 میں اپنے ہی گاوں سلہڈ ایبٹ آباد میں ہوئی۔ان کی وفات کے بعد معروف بزرگ اور شاعر چلاسی باباان کی قبر پر آئے۔ اور ان کی شان میں چند اشعار کہے۔ جو آج بھی ان کی لوح تربت پر نقش ہیں۔

5.2 علمی و ادبی خدمات

عبد الغفور ملک ایک مایہ ناز ادیب تھے اور ایک بہترین شاعر بھی تھے انہوں نے اپنے زمانے میں محنت کر کے اپنا ایک معتبر نام بنالیا تھا۔ عبد الغفور ملک صاحب نے نظم، غزل، چار بیتا، گیت اور بہت سارے قومی، اخلاقی، روحانی اور دینی موضوعات کو اپنی شاعری کا حصہ بنایا۔ عبد الغفور ملک صاحب کی شاعری نہایت سبق آموز ہوتی۔ اور حقیقت پر مبنی ہوتی۔ انہوں نے اپنے زمانے کے بہترین شاعر ہونے کے باوجود اپنے زمانے میں ہونے والے مشاعروں میں شرکت نہ کی۔ بلکہ خاموشی اور یکسوئی سے صرف اپنی شاعری کو کتابی شکل میں محفوظ کرتے رہے۔ چنانچہ آج ہندکو زبان کے حوالے سے ان کی ایک خاص پہچان شاعری سے بھی ہے۔

ان کی ایک غزل

بند کراں جے ہوٹھ تے سینہ نال غم دے پھٹے　　　بولاں تے تاں مہنڑیں دیوے دنیا سجنا ساری
اک واری جے سوہڑاں آ کے پوچھے حال غم دا　　　اس دی راہ اڈیک دی رواں فیر میں عمراں ساری[27]

عبد الغفور ملک کی ایک اور غزل کا کچھ حصہ

پھل ہونٹھ شرابی اکھیاں　　　چم چم ہوٹھاں نل چکیاں

اس جائی تے پھل نال چکھیاں　　　　جتھے رل مل بہوں سکھیاں
گل ہنس کے سوہنڑیں کیتی　　　　ہنس ہنس کے تریڑیاں بکھیاں
چھل چھل زلفاں موج بنڑائی　　　　جیویں عطر فلیل دی پکھیاں[28]

عبدالغفور ملک نے بہت پیارے ہندکو گیت بھی لکھے جو کہ ان کی کتاب "نین کٹورے" اور "روپ سروپ" میں چھپ چکے ہیں۔
عبدالغفور ملک ایک نازک احساس کے مالک تھے انہوں نے معاشرتی برائیوں کو اپنی شاعری کا حصہ بنایا اور شاعری میں ہی ان برائیوں کی اصلاح کی۔

معاشرتی برائی کی اصلاح کے حوالے سے ایک قطع

پلسی بابو افسر حاکم تاجر ڈاکو سارے　　　　پیسہ لٹ دے عزت لٹ دے لٹ دے گھر دامال
بینک خزانے اٹیاں کوٹھے کچھ بھی نہیں محفوظ　　　　ربا اے کوئی ملک یا لوٹ مار ٹیکسال[29]

کہ پولیس والا، کلرک، افسران بالا، حکمران اور تاجر سبھی تو ڈاکو بنے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ پیسہ بھی لوٹتے ہیں عزتیں بھی لوٹتے ہیں گھر کاسامان بھی لوٹتے ہیں۔ ان لٹیروں سے خزانے، گھرانے، دوکانیں کچھ بھی تو محفوظ نہیں۔ اے خدا یہ ملک ہے یا لوٹ مار کا محکمہ ہے؟

5.3 عبدالغفور ملک کی مطبوعہ کتب

عبدالغفور ملک کا کلام ویسے تو بہت سارے رسائل اور جرائد میں شائع ہوا ہے البتہ ان کی ذات کی طرف منسوب چند ایک کتابیں جو ابھی دسترس میں ہیں وہ مندرجہ زیل ہیں۔

5.4.1 منظوم ترجمہ قران پاک عبدالغفور ملک

یہ قرآن کریم کا ہندکو زبان میں شائع ہونے والا واحد منظوم ترجمہ قرآن ہے جو کہ ابھی تک اپنی مثال آپ ہے۔ اس ترجمہ کو گندھارا ہندکو بورڈ پشاور نے 2008ء میں عبدالغفور ملک کے انتقال کے چار سال بعد شائع کیا۔

5.4.2 نین کٹورے

یہ کتاب عبدالغفور ملک کی شاعری کی ایک منفرد دستاویز ہے جس میں انہوں نے اپنی ہندکو غزلیات کو جمع کیا ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں 60 سے زیادہ ہندکو غزلیں لکھی ہیں۔ اس کتاب کو اکتوبر 1998ء میں مصطفائی پریس ایبٹ آباد سے شائع کیا گیا۔[30]

5.4.3 سجرے پھل

عبدالغفور ملک کی ایک اور کتاب "سجر پھل" کے نام سے شائع ہے۔ یہ بھی ہندکو منظوم کلام کا ایک مجموعہ ہے۔ جو کہ ان کی اپنی

زندگی میں ان کے اپنے ادارے مصطفائی پرنٹنگ پریس ایبٹ آباد سے سن 1992ء میں شائع ہوا۔[31]

5.4.4 نتریاں گلاں

عبدالغفور ملک کی یہ دینی دلچسپی کی علامت ہے کہ انہوں نے جہاں ہندکو ادب میں اور شاعری میں کام کیا وہاں ہندکو زبان میں اسلام کی خدمت بھی کی۔ جہاں انہوں نے قرآن کریم کا منظوم ترجمہ کر کے ہندکو کی تاریخ میں اضافہ کیا وہاں انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک فرامین اور احادیث کا بھی منظوم ترجمہ کیا۔ چنانچہ "نتریاں گلاں" کے عنوان سے انہوں نے فروری 1948ء میں ایک کتاب لکھی۔ جس میں انہوں نے 45 احادیث مبارکہ کا منظوم ہندکو ترجمہ کیا۔ جسے گلستان کتابت جناح باغ ایبٹ آباد سے شائع کیا گیا۔ عبدالغفور ملک کی یہ دینی خدمت بھی ہندکو زبان کی تاریخ کا حصہ ہے کہ آج تک اس نوعیت کی کوئی اور کتاب ہندکو زبان میں منظوم انداز میں شائع ہو کر نہیں آسکی۔[32] اس کتاب کا بالکل آخری صفحہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

انس رضی اللہ عنہ ایہہ روایت کردے — سنڑیا اے میں پاک نبی تو ایہہ گل فرماندے
رب تعالی نے فرمایا اے ادم دے بیٹے — مانہہ پکاریں بخشش منگیں میرے توں جس ویلے
اپنی شان غفاری دے نال معاف تداں کر دیساں — کدے وی میں انہاں غناہواں دی پرواہ نہ کرساں
ابن ادم غناہ جے اسماناں تک ہو ونڑ تیرے — توبہ استغفار کریں تے میں بخشاں ایہہ سارے
اے آدم دے بیٹے ہوون تیرے غناہ جے اتنے — بچ زمین دے مٹ نہ ہکن ہوون فرجتنے
کہن میرے کول آویں تے فر بخشش میری پاویں — میرے نال نہ ہور کسے آاں گر شریک بنڑاویں[33]

5.4.5 روپ سروپ

1998 میں روپ کے نام سے عبدالغفور ملک نے ہندکو زبان کی ایک اور منظوم کتاب لکھی جس میں انہوں نے ہندکو چار بیتے، حرفیاں اور گیت لکھے۔ ان کے لکھے گئے ہندکو گیت بہت سارے مشاہیر گائک لوگوں نے گائے اور پڑھے۔ اس کتاب کو بھی مصطفائی پریس جناح باغ ایبٹ آباد نے شائع کیا۔[34]

5.4.6 مئے طہور

عبدالغفور ملک جہاں ہندکو زبان کے شاعر تھے وہاں اس کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں بھی ان کی شاعری نمایاں تھی۔ چنانچہ عبدالغفور ملک کی اردو زبان میں لکھی گئی شاعری کی یہ کتاب "مئے طہور" کے نام سے ستمبر 1998ء میں مصطفائی پریس جناح باغ ایبٹ آباد سے شائع ہوئی جس میں انہوں نے حمد اور نعتیہ کلام لکھے۔[35]

5.4 ترجمہ قرآن کاشوق

جیسا کہ اس سے پہلے عبد الغفور ملک کے حالات میں یہ بات بیان کی جاچکی ہے کہ ان کا ادبی ذوق ہونے کے ساتھ ساتھ دینی ذوق بھی خوب تھا چنانچہ شروع سے ہی وہ اپنی شاعری اور نثر میں دینداری، معاشرتی اصلاح وغیرہ کو بیان کرتے تھے چنانچہ انہوں نے جب احادیث مبارکہ کا منظوم ترجمہ کر لیا تو ان کو اس بات کا خیال آیا کہ ہندکو زبان میں قرآن کریم کا بھی منظوم ترجمہ ہونا چاہیے۔ ہندکو زبان میں یہ ایک بہت بڑا خلا ہے۔ جس کا پر ہونا بہت ضروری ہے۔ نیز ہندکو زبان کے اتنا قدیم ہونے کے باوجود اور ایک بڑے خطے میں اس کے بولے جانے کے باوجود ابھی تک اس زبان میں قرآن کریم کا منظوم ترجمہ نہ ہونا اس زبان کی خوبصورتی کو مانند کر رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کا عزم کیا کہ یہ کام اللہ تعالی مجھ سے لیں گے۔

ہندکو منظوم ترجمہ کے آغاز سے متعلق حیدر زمان حیدر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عبد الغفور ملک صاحب کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ انہوں نے مجھ سے اس بات کا اظہار کیا کہ میں چاہتا ہوں کوئی شخص ہندکو زبان میں قران کریم کا ترجمہ کر دے تو میں نے عرض کیا یہ بہت مشکل کام ہے اور اتنے بڑے جید علماء کی موجودگی میں یہ بھلا کون کر سکتا ہے۔ تو عبد الغفور ملک کہنے لگے کہ انشاءاللہ یہ کام اللہ تعالی مجھ سے لیں گے چنانچہ میں ہندکو زبان میں منظوم ترجمہ کرتا ہوں جب کہ تم منثور ترجمہ کرو۔ چنانچہ مجھے اللہ تعالی نے اللہ تعالی نے توفیق دی اور میں نے 2004ء میں ہندکو زبان میں قرآن کریم کا منثور ترجمہ کیا۔ جس کو ادارہ فروغ ہندکو پشاور میں 2004ء میں شائع کیا جبکہ جناب عبد الغفور ملک نے ہندکو زبان میں قرآن کریم کا منظوم ترجمہ کیا۔

5.5 ترجمہ کا آغاز واشاعت

عبد الغفور ملک چونکہ ہندکو زبان کے انتہائی باذوق ادیب اور ایک بہترین شاعر تھے چنانچہ ہندکو زبان کی دیگر کئی خدمات کر لینے کے بعد ان کو اس بات کا خیال ہوا کہ ہندکو زبان کے ساتھ ساتھ قران کریم کی بھی کوئی ایسی نادر اور نایاب خدمت کی جائے جو رہتی دنیا کے لیے مستفاد ہو۔ اس سے قبل عبد الغفور ملک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی 40 احادیث کا منظوم ترجمہ کر لیا تھا۔ جس کے بعد ان کو مزید شوق ہوا کہ ایسا ہی منظوم ترجمہ قران کریم کا بھی ہو جائے۔ وہ ہندکو زبان کی بد نصیبی سمجھتے تھے کہ دیگر مختلف زبانوں قرآن کریم کا ترجمہ ہو چکا لیکن ہندکو زبان قدیم ترین اور تاریخی زبان ہونے کے باوجود ابھی تک اس سعادت سے محروم تھی یہ بات ان کو اندر ہی اندر بے چین کیے ہوئے تھی عبد الغفور ملک کے بیٹے وقار ملک بتلاتے ہیں کہ قران کریم کا یہ ترجمہ شروع کرنے سے قبل مترجم بہت زیادہ فکر مند اور پریشان رہتے تھے اور طویل نماز پڑھتے تہجد پڑھتے اور دیر تک دعائیں مانگتے ہیں۔ انہوں نے یہ کام بہت عرصہ تک اللہ تعالی سے مانگنے اور دعائیں کرنے کے بعد شروع کیا۔

حیدر زمان حیدر اسی منظوم ترجمہ کے ابتدائیہ میں یہ بات لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عبد الغفور ملک صاحب سے ملنے کے لیے ان کے

گھر گیا۔ اس وقت میری ایک کتاب گندھارا ہندکو بورڈ پشاور سے شائع ہوئی تھی۔ جس میں میرے ساتھ ان کا بڑا تعاون رہا۔ میں وہ کتاب دینے اور کچھ مشاورت کرنے کے لیے ان کے پاس گیا تو میں نے دیکھا وہ بہت حزین تھے۔ ادھر ادھر کی گفت وشنید کے بعد میں نے ان سے ان کی فکر مندی کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے حیدر زمان میرا یہ دل کرتا ہے کہ اللہ تعالی مجھ سے قران کریم کی خدمت لے اور میں قران کریم کا ہندکو زبان میں ترجمہ کروں میں نے ان کا حوصلہ بڑھایا اور میں نے کہا کہ ضرور اپ ایسا کر سکتے ہیں۔ پھر وہ اچانک کہنے لگے کہ نہیں! ایسا کرتے ہیں کہ تم بھی قران کریم کا ترجمہ کرو اور میں بھی اس پر کام کرتا ہوں۔ تم اسے نثر میں لکھو جب کہ میں اسے نظم میں لکھتا ہوں چنانچہ ہم دونوں کی یہ قران کریم کے لیے ایک بڑی خدمت ہوگی اور ہندکو زبان کے لیے بھی بڑا کام ہوگا۔[36]

حیدر زمان حیدر کہتے ہیں کہ میں نے اپنی کوتاہی کا اعتراف کرتے ہوئے معذرت کی کہ ملک صاحب یہ کام نہایت مشکل ہے میں اسے کرنے سے قاصر ہوں تو کہنے لگے یہ کام کوئی اپنی ذات سے تو نہیں کرتا اس کام کے لیے خدا تعالی کی توفیق ضروری ہے۔ تم بھی اللہ سے توفیق مانگو میں بھی اللہ سے توفیق مانگتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ وہ میری یہ تمنا ضرور پوری کرے گا چنانچہ اس طرح سے انہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ لکھنا شروع کیا اور اٹھ سال کے طویل عرصہ میں قران کریم کے اس ترجمہ کو مکمل کیا۔

2004ء میں جب عبد الغفور ملک اپنی وفات سے چند ماہ قبل اپنے ترجمہ کی تکمیل کر چکے تو حیدر زمان حیدر نے جناب ضیاءالدین صاحب گندھارا ہندکو بورڈ پاکستان پشاور کے چیئرمین جناب ضیاء الدین صاحب سے درخواست کی کہ اس ترجمہ کو شائع کیا جائے چنانچہ عبد الغفور ملک نے اپنا مسودہ جناب ضیاء الدین صاحب کے حوالے کیا جنہوں نے مکمل دیانتداری سے اپنی نگرانی میں اس ترجمہ کی کمپوزنگ کروائی اور اس کے بعد عبد الغفور ملک کے بیٹے وقار الاسلام سے اس کی پروف ریڈنگ کروائی۔ تاکہ اگر کوئی لفظی غلطی وغیرہ ہو تو اس کی اصلاح اصل مسودے سے کی جا سکے۔ پروف ریڈنگ کے بعد گندارا ہندکو بورڈ پشاور نے اس عظیم قرآنی خدمت کو جولائی 2008ء میں عبد الغفور ملک کے انتقال کے چار سال بعد شائع کیا۔

6 منظوم ترجمہ قرآن کا تعارف

عبد الغفور ملک کا یہ منظوم ترجمہ قران نہ صرف یہ کہ ہندکو زبان کی شان میں اضافے کا باعث ہے بلکہ یہ ہندکو زبان کی ایک منفرد کاوش ہے۔ ہندکو زبان کے قدیم ترین اور تاریخی زبان ہونے کے باوجود ابھی تک اس زبان میں عبد الغفور ملک کے اس ترجمہ کے مثل کوئی دوسرا نہیں۔

6.1 آیات قرآنی کی تعداد

قرآن کریم کی آیات کی تعداد کے بارے میں متعدد اقوال منقول ہیں، جو بظاہر مختلف نظر آتے ہیں۔ یہ اختلاف دراصل

قرآن کے متن میں نہیں بلکہ آیات کی تقسیم اور شمار کے طریقہ کار میں ہے۔ قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا:
"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ[37]"

قرآن کی تدوین، ترتیب، اور حفاظت ایک مربوط اور معیاری نظام کے تحت ہوئی، مگر آیات کی تعداد کے تعین میں بعض اختلافات موجود ہیں، جو فقہی یا نظریاتی نہیں بلکہ شمار کے اصولی اختلافات کی بناپر ہیں۔ یہ اقوال درج ذیل ہیں:

1. امام عاصم، جو قراء سبعہ میں سے ہیں، اور اہلِ کوفہ کے نزدیک قرآن مجید کی آیات کی تعداد **6,236 آیات** ہے۔[38] یہ سب سے زیادہ مشہور اور معروف رائے ہے، اور اکثر مصاحف میں اسی شمار کو اختیار کیا گیا ہے۔
2. امام نافع، جو مدینہ کے قاری تھے، کے نزدیک قرآن کی آیات کی تعداد **6,214 آیات** ہے[39]۔
   اہلِ بصرہ اور امام یعقوب کے نزدیک قرآن کی آیات **6,190** ہیں[40]۔
3. اہلِ شام کے مطابق آیات کی تعداد **6,170** ہے[41]۔

بعض علماء کے نزدیک قرآن کی آیات کی تعداد **6,666** ہے، جو کہ عوام الناس میں مشہور ہے، مگر محققین کے نزدیک یہ درست نہیں۔

4. امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "قول ستة آلاف وستمائة وست وستون (6666) عدد مشهور عند العوام ولا أصل له عند الأئمة المحققين[42]"۔

یہ اختلافات قرآن کی کسی آیت کے شامل یا خارج ہونے کی بناپر نہیں، بلکہ درج ذیل وجوہات کی بناپر ہیں:

1. وقف و ابتدا کے اختلافات – بعض قراء نے دو جملوں کو ایک آیت شمار کیا، جبکہ بعض نے الگ الگ آیت۔
2. بسملہ کو شمار کرنا یا نہ کرنا – بعض کے نزدیک ہر سورۃ کی ابتداء میں "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" الگ آیت ہے۔
3. آیات کی تقسیم میں اسلوبی فرق – جیسے سورہ انفال اور سورہ توبہ کے درمیان کوئی بسملہ نہیں، اس پر بھی شمار میں اثر پڑتا ہے۔

امام ابن الجزری نے مختلف اقوال کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے فرمایا:
"جس شمار کو امام عاصم، حمزہ اور کوفہ کے قراء نے اختیار کیا ہے وہ سب سے زیادہ عام اور مستند ہے"[43]
عبد الغفور ملک نے اپنے ترجمہ میں قرآن کریم کی آیات کی تعداد 6226 نقل کی ہے۔ اور اس میں سورۃ توبہ کے علاوہ

113 بار بسم اللہ کا ترجمہ شامل کر کے یہ تعداد 6339 ذکر کی ہے۔ البتہ مترجم کے ترجمہ میں موجود ابیات کی تعداد 12134 ہے۔ جن میں سے اگر مکرر اشعار کو حذف کیا جائے تو یہ تعداد 11975 بنتی ہے۔

قرآن مجید کی آیات کی تعداد کے بارے میں مختلف اقوال موجود ہیں، مگر یہ اختلاف کسی قسم کی تحریف، زیادتی یا کمی پر مبنی نہیں بلکہ اس کا تعلق صرف اور صرف آیات کی تقسیم، وقف وابتداء اور اسالیبِ شمار سے ہے۔ قرآن کا متن متفقہ ہے اور ہر دور میں محفوظ رہا ہے۔ ان اقوال سے قرآن کی صحت یا اس کی الہامی حیثیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

6.2 اسلوب

عبدالغفور ملک کے ہندکو منظوم ترجمہ قرآن کریم میں مترجم نے یہ اسلوب اپنایا ہے کہ قرآن کریم کے نسخہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ عبارت کا آغاز نسخہ کے صفحہ کے دائیں جانب سے کیا ہے اور دائیں جانب میں قرآنی عبارت کو نقل کیا ہے جبکہ اس کے بالکل سامنے بائیں جانب والے صفحہ میں ترجمہ کیا ہے مترجم نے ترجمہ کرنے کے لیے 15 سطری نسخہ قران کریم استعمال کیا ہے۔ جس کے ہر صفحہ کے آخر میں آیت کی تکمیل ہو رہی ہے۔ گویا نسخہ کا اسلوب اس طرح کا ہے کہ قاری ایک ہی صفحہ میں دائیں جانب عربی عبارت پڑھتے ہوئے اسی کے سامنے بائیں جانے ہر سطر کے ترجمہ کو پڑھ سکتا ہے۔ جس سے قاری کو مطلوبہ آیات کا ترجمہ سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

6.3 ترجمہ کا شعری معیار

عبدالغفور ملک کا ہندکو منظوم ترجمۂ قرآن کریم، قرآن فہمی کے حوالے سے ایک منفرد ادبی کاوش ہے۔ یہ ترجمہ جہاں ترسیلِ معانی کا ذریعہ ہے، وہیں ہندکو شاعری میں فنی جمالیات، وزن، بحر اور اسلوب کی بنیاد پر بھی قابلِ مطالعہ ہے۔ ہندکو ایک قدیم زبان ہے جو خیبر پختونخوا اور شمالی پنجاب کے مختلف علاقوں میں بولی جاتی ہے۔ اس زبان میں قرآنی ترجمے کی روایت اگرچہ محدود ہے، تاہم عبدالغفور ملک کا منظوم ترجمہ ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

یہ ترجمہ قرآن مجید کے اردو اور عربی تفاسیر وتراجم کی روشنی میں کیا گیا، مگر اس کا قالب شاعری ہے، جو زبان وبیان کے لحاظ سے ایک چیلنج بھی ہے اور ادبی خوبی بھی۔

عبدالغفور ملک کا ہندکو منظوم ترجمہ قرآن ایک تاریخی، لسانی، اور ادبی خدمت ہے۔ اگرچہ یہ ترجمہ کلاسیکی شاعری کی باریکیوں پر مکمل طور پر پورا نہیں اترتا، مگر اس کی اصل خوبی سادگی، فہم پذیری اور مقامی رنگ ہے۔ اس کا مقصد قرآن کو ہندکو بولنے والے عوام کے دلوں تک پہنچانا ہے، اور اس مقصد میں وہ کافی حد تک کامیاب نظر آتے ہیں۔

محقق کا تعلق چونکہ شعبہ علوم اسلامیہ سے ہے اور شعر و شاعری میں محقق کی خاص دسترس نہیں اس لیے اس ترجمہ کی شاعری سے متعلق محقق کی ذاتی رائے کی نسبت ہندکو زبان کے شاعری کے ماہرین کی آراء زیادہ مستند ہیں۔

اس سے قبل چونکہ اس ترجمہ پر اس پہلو سے کوئی تبصرہ یا کام نہیں ہوا کہ جس سے یہاں نقل کیا جاسکے۔ البتہ چند مختلف مقالہ جات سے کچھ عبارات دسترس میں آئی ہیں۔

ہندکو زبان کے شاعر مطیع الرحمن اطہر ہاشمی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی رائے یہ لکھتے ہیں کہ یہ شاعری انتہائی ادنی درجے کی شاعری ہے جس میں مختلف الفاظ کو بے ربط ہی لکھ دیا گیا ہے اور اس میں صرف اور صرف قافیہ بندی کی گئی ہے۔[44]

ہندکو زبان ہی کے ایک اور شاعر سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ اس ترجمہ میں ضمائر اشارات اور الفاظ کا انتخاب محض خانہ پُری ہے۔ شاعری کے اعتبار سے یہ کوئی مستند شعری مجموعہ نہیں۔ البتہ اتنا کام بھی کوئی چھوٹی بات نہیں مترجم کی یہ کوشش انتہائی قابل ستائش ہے۔[45]

7 عبد الغفور ملک کا منظوم ترجمہ: ایک اجمالی جائزہ

عبد الغفور ملک نے مکمل قرآن کریم کا ترجمہ ہندکو نظم میں کیا، جس کا پہلا ایڈیشن 2008 میں منظرِ عام پر آیا۔ اس ترجمے میں انہوں نے سادہ، مقامی اور عام فہم ہندکو زبان کو اختیار کیا، اور اشعار کی صورت میں قرآن کے مطالب و مفاہیم کو بیان کیا۔

مثال (سورۃ الفاتحہ کا ترجمہ):

رب سارا جہاناں دا پالے

بڑا مہربان تے رحم والا

قیامت والے دن دا مالک

توں ای عبادت دے قابل

توں ای توں مدد دا طالب[46]

7.1 شعر میں سادگی و عام فہمی

عبد الغفور ملک نے قرآن کے دقیق مفاہیم کو مقامی زبان کے سادہ اور رواں اسلوب میں پیش کیا۔ ان کا انداز عوامی شاعری سے قریب تر ہے۔ یہ انداز ایک عام ہندکو بولنے والے شخص کو مفہوم سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

ڈاکٹر شاہد جمیل کے مطابق ": عبد الغفور ملک نے قرآن کو مقامی بولی میں ایک ایسے شعری انداز میں ڈھالا ہے جو نہ صرف قابلِ فہم ہے بلکہ دل کو بھی چھوتا ہے[47]"۔

ملک عبد الغفور نے اشعار میں متوازن بحر اور سلیس وزن استعمال کیا۔ اگرچہ عروضی لحاظ سے کلاسیکی بحور کی مکمل پابندی ہر جگہ نظر نہیں آتی، مگر عمومی طور پر ترنم اور روانی قائم ہے۔ اس کی وجہ ہندکو کے مقامی شعری اسلوب سے وابستگی ہے، جو اردو عروض سے مختلف ہے۔

7.2 بلاغت و تاثیر

اگرچہ زبان سادہ ہے، مگر کئی جگہوں پر بلاغت اور فکری گہرائی بھی موجود ہے۔ وہ قرآنی مضامین جیسے توحید، آخرت، انبیاء کے واقعات اور اخلاقی تعلیمات کو شاعرانہ اسلوب میں مؤثر انداز سے بیان کرتے ہیں۔

مثال (سورۃ الناس کا ترجمہ):

اے لوکاں دے رب، اے بادشاہ	برے وسوسے توں رکھے بچا
جے دل وچ وسے، پر ہووے چھپا	جنّات وی ہوندے، انساناں دا راہ48

7.3 فنی محدودیات

جہاں اشعار میں سادگی اور روانی ہے، وہیں کلاسیکی شعری معیار جیسے ردیف و قافیہ کی پابندی، عروضی توازن، اور استعاراتی زبان کا محدود استعمال بھی واضح ہے۔ ان کا ترجمہ تفسیری شاعری کی بجائے بیانیہ شاعری کے قریب تر ہے۔

ڈاکٹر زاہد منیر عامر اپنے مقالہ اردو تراجم قرآن کا تنقیدی مطالعہ کے ص 221 پر لکھتے ہیں

"یہ ترجمہ علمی و تفسیری گہرائی کے بجائے عوامی فہم کو مد نظر رکھ کر کیا گیا ہے۔ اس کی خوبی اس کی فہم پذیری ہے، نہ کہ ادبی نزاکتیں"[49]

دوران تحقیق یہ بات سامنے آئی ہے کہ مترجم نے کئی جگہوں پر مکمل قافیہ بندی میسر نہ ہونے کی بنا پر صرف کسی قافیہ کے ایک لفظ ہی کو کافی سمجھتے ہوئے شعر پورا کر دیا۔ بہت ساری جگہوں پر وزن شعری کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ کئی جگہوں پر مترجم نے مستقل شعر نہ ہونے کی صورت میں ایک ہی شعر کو قافیہ ملانے کے لیے دوسری بار لکھ دیا۔

7.4 ترجمہ کا معیار

مترجم نے اپنے ترجمہ کو صرف اور صرف ترجمہ کی حد تک بند رکھا ہے اور ترجمہ کے علاوہ کسی بھی قسم کی کوئی اضافی بات نہیں لکھی۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مترجم کی یہ کوشش رہی ہے کہ صرف اور صرف لفظی ترجمہ پر اکتفا رہے۔ کیونکہ بہت سارے ایسے مقامات کہ جہاں کسی حد تک وضاحت کی اور تفصیل کی ضرورت تھی مترجم نے وہاں بھی صرف اور صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔ البتہ بعض

مقامات پر مترجم نے اگر کوئی تفصیل کی ہے تو اس کو مابین القوسین لکھا ہے تا کہ اس بات کی وضاحت ہوتی رہے کہ یہ عبارت ترجمہ سے الگ ہے اور ترجمہ کی وضاحت ہے تا کہ قاری اس کو کسی عربی عبارت کا ترجمہ سمجھ کر اشتباہ میں مبتلا نہ ہو۔

7.4.1 ترجمہ میں کمی بیشی

ہند کو منظوم ترجمہ قران کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ مترجم نے حتی الوسع یہ کوشش کی ہے کہ الحمد سے والناس تک مکمل ہر ہر لفظ کو ترجمہ میں شامل کیا جائے اور کوئی لفظ بھی ایسا نہ ہو کہ جو ترجمہ سے رہ جائے لیکن پھر بھی بتقاضے بشریت بہت سارے ایسے مقامات ہیں کہ جہاں کئی الفاظ کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ کئی مقامات پر عربی متن کی پوری آیت کریمہ ترجمہ سے رہ گئی ہے۔ اور کسی جگہ آیت کریمہ کا کچھ حصہ ترجمہ سے رہ گیا۔ بعض جگہوں پر حروف جار کا ترجمہ نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے معنی میں خلل واقع ہوتا ہے۔ بعض جگہوں پر افعال کا ترجمہ متروک ہے اور بعض جگہ پر اسماء کا ترجمہ متروک ہے۔ ایسے مقامات کی تعداد زیادہ ہے جس کو اگلے ابواب میں موقع بموقع ذکر کیا جائے گا۔

جیسا کہ ماقبل میں بھی یہ بات گزر چکی کہ مترجم نے عام طور پر اصل ترجمہ سے زائد کوئی بات نہیں لکھی یا اگر کہیں وضاحت کی ضرورت تھی تو مترجم نے وہ وضاحت کر کے اسے مابین القوسین بند کیا ہے تا کہ قاری کسی قسم کے التباس میں مبتلا نہ ہو۔ لیکن اس کے باوجود کئی ایک مقامات پر مترجم نے ترجمہ میں ایسے الفاظ، اسماء، حروف، اور جملے لکھے ہیں کہ جو متن قرآنی میں موجود نہیں اور وہ متن قرآنی کے ترجمہ پر ایک زائد امر ہیں۔ ایسے مقامات کی تعداد زیادہ ہے جن کو موقع بموقع اگلے ابواب میں بیان کیا جائے گا۔

7.4.2 ترجمہ کا ماخذ

چونکہ مترجم عربی زبان پر مکمل عبور نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی انھوں نے مستقل کسی عربی درسگاہ میں عربی سیکھی تھی۔ جس سے یہ بات تو واضح ہو گئی کہ مترجم نے قران کریم کا یہ ترجمہ خود عربی زبان سے ہندکو میں نہیں کیا۔ بلکہ کسی ایسی زبان کے تراجم کو ہندکو زبان میں نقل کیا ہے کہ جس زبان پر مترجم کو مکمل عبور اور ملکہ تھا۔ البتہ ترجمہ کو دیکھ کر اس بات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مترجم نے قران کریم کا یہ ترجمہ کرتے وقت مفتی محمد شفیع عثمانی کی رحمہ اللہ کی تفسیر معارف القران اور امام احمد رضا خان کی تفسیر کنز الایمان اور تفسیر عثمانی وغیرہ کو سامنے رکھا۔ جس کی ایک وجہ تو یہ واضح ہے کہ مترجم خود عربی زبان کے ماہر نہ تھے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مترجم کسی دوسری زبان کا سہارا لے کر عربی سے اردو کی طرف منتقل ہوں۔ اور دوسری وجہ یہ کہ مترجم کے اس ترجمہ میں کئی جگہوں پر بالکل وہی اسلوب اور الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جو مذکورہ بالا تراجم و تفاسیر میں مستعمل ہیں

7.4.3 ترجمہ میں ہندکو لغت اور اسلوب کی جھلکیاں

7.4.3.1 لہجہ

عصر حاضر میں ہندکو زبان جو علاقہ چھچھ، پوٹھوہار اور پنجاب کے کئی علاقوں سے لے کر مانسہرہ، بالاکوٹ، کاغان اور کشمیر کی پوری وادی کے ساتھ ساتھ پشاور کوہاٹ حتیٰ کہ افغانستان کے بھی کئی علاقوں میں بولی جانے والی ایک قدیم اور تاریخی زبان ہے۔ اس زبان کے بے شمار لہجات ہیں۔ جیسا کہ ما قبل میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ ہر شہر ہر علاقے حتیٰ کہ ایک ہی شہر میں قریب قریب آباد مختلف گاؤں میں بھی ہندکو زبان کے لہجات مختلف ہیں اور چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ لہجہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بسا اوقات تو یہ لہجات کے مابین اس قدر فاصلہ ہو جاتا ہے کہ ایک لہجے کو مستقل زبان کے درجے تک لے جایا جاتا ہے۔ جیسے علاقہ چھچھ میں بولی جانے والی ہندکو زبان کو مستقل زبان کا نام دیا جاتا ہے۔ اسی طرح خطہ پوٹھوہار میں بولی جانے والی ہندکو زبان کو پوٹھوہاری زبان کہا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ہندکو زبان ہی کا ایک لہجہ ہے۔ البتہ تمام لہجوں میں مشترک اور متوسط لہجہ وہ ہے جو ہزارہ کے خطے میں بولا جاتا ہے۔ یہ لہجہ علاقہ مری، علاقہ پوٹھوہار، علاقہ چھچھ اور دیگر مختلف علاقوں میں بولے جانے والے ہندکو لہجات کے مابین ربط کا درجہ رکھتا ہے۔ چنانچہ اسی خطے میں بولے جانے والے لہجے پر ہندکو زبان کا عمومی اطلاق ہوتا ہے۔

ہزارہ بھر میں بھی ہندکو زبان کے تین بڑے لہجے عام ہیں ہری پور اور اس کے گردونواح میں ہندکو زبان کا الگ لہجہ ہے جبکہ ایبٹ آباد اور اس کے گردونواح کا لہجہ اس سے تھوڑا مختلف لیکن اس کے قریب قریب ہے جبکہ علاقہ مانسہرہ میں بولے جانے والا لہجہ نسبتاً کاغان کشمیر اور گلیات وغیرہ میں بولے جانے والی ہندکو کے لہجے سے کسی حد تک ملتا جلتا ہے۔ ایبٹ آباد اور اس کے مغرب کی جانب حویلیاں وغیرہ میں بولا جانے والا لہجہ ہزارہ کے لہجات کے درمیان متوسط اور ربط کا درجہ رکھتا ہے۔ عبد الغفور ملک چونکہ ایبٹ آباد سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی زندگی، بچپنہ، جوانی ایبٹ آباد میں ہی گزری تھی اس لیے دیگر لہجات کو جاننے سمجھنے کے باوجود بھی انھوں نے اپنے ترجمہ میں ایبٹ آباد میں بولے جانے والے ہندکو لہجہ کو استعمال میں لایا ہے جس کی ظاہراً دو وجہیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی وجہ یہ کہ یہ ان کا علاقائی لہجہ ہے اور ان کی گرفت اور مہارت جس قدر اس لہجے میں ہو سکتی ہے وہ دیگر لہجوں میں نہیں ہو سکتی۔

اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ یہ لہجہ علاقہ ہزارہ میں بولی جانے والی ہندکو زبان کے تینوں لہجات کے درمیان ایک مشترک لہجہ ہے۔ جو دیگر دونوں لہجوں کو اپنے قریب رکھتا ہے اور نسبتاً دونوں لہجوں کے درمیان ربط کا کام کرتا ہے۔ اس لہجے کو ہری پور والے بھی اپنا لہجہ ہی سمجھتے ہیں اور مانسہرہ والے بھی اس کو اپنا لہجہ سمجھتے ہیں چنانچہ ایبٹ اباد میں بولی جانے والی ہندکو کے ساتھ ساتھ مانسہر اور ہری پور اور گردونواح کے لوگوں کے لیے بھی استفادہ کرنا سہل ہو سکے اسی بات کا تذکرہ حیدر زمان حیدر صاحب نے عبد الغفور ملک کے منظوم ہندکو ترجمہ کے ابتدائیہ میں اپنی تحریر میں کیا ہے۔[50]

7.4.3.2غیر مستعمل الفاظ کا استعمال

جیسا کہ ما قبل عبارت میں یہ بات گزر چکی کہ عبد الغفور ملک نے قرآن کریم کا یہ ترجمہ ایبٹ آبادی ہند کو لہجے میں کیا ہے اور یہ لہجہ ان کا علاقائی اور مادری لہجہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس میں کئی جگہوں پر ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جو الفاظ خاص ایبٹ آباد اور اس کے گرد و نواح میں بولے جاتے ہیں لیکن اس علاقے سے باہر کسی دوسرے علاقے کا رہائشی ہند کو زبان بولنے والا ان الفاظ کے معنی اور مفہوم کو نہیں جانتا یا اگر کسی حد تک واقف بھی ہے تو بھی وہ اس کی گہرائی عمق اور وسعت معنی سے واقف نہیں۔ یا اس علاقے سے باہر کا شخص اگر ان الفاظ سے واقف بھی ہو تو بھی یہ الفاظ اس کی زبان پر متداول نہیں۔

مترجم نے قران کریم کا ترجمہ جہاں خدمت قرآنی کے جذبے سے کیا ہے وہاں ہند کو زبان کی خدمت کی نیت بھی ان کے پیش نظر تھی اور ہند کو زبان کو لکھ کر کسی طور محفوظ بنانا بھی ان کے پیش نظر تھا۔ کیونکہ مترجم بنیادی طور پر ماہر قرآن کی حیثیت سے متعارف نہیں تھے۔ کہ جس کی بنیاد پر ان کے اس کارنامے کو خالص خدمت قرآن پر مبنی کیا جاسکے۔ بلکہ وہ ماہر ہند کو اور ہند کو شاعر وادیب کی حیثیت سے متعارف تھے۔ لہذا ان کا یہ کام ہند کو زبان کی خدمت کے جذبہ سے بھی تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی اس تخلیق میں ہند کو زبان کے بہت سارے ایسے الفاظ بھی استعمال کیے جو متروک ہو چکے تھے۔ اور ان کا استعمال بہت کم یا بالکل ختم ہو چکا تھا مترجم نے ایسے الفاظ کا استعمال کر کے ان کو دوبارہ نئی زندگی دی اور ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا۔

7.4.3.3 قرآن فہمی میں زبان کا کردار

قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے زبان کی اہمیت بنیادی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ قرآن نہ صرف ایک مذہبی کتاب ہے بلکہ فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ نمونہ بھی ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری کلام ہے جو حضور نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا۔ اس کا اصل متن عربی زبان میں ہے، جو اس وقت کی فصیح ترین زبان سمجھی جاتی تھی۔ قرآن فہمی کے لیے زبان کی مہارت اور اس کے لسانی، نحوی، صرفی، اور بلاغی پہلوؤں کا علم از حد ضروری ہے، کیونکہ قرآن کے الفاظ گہرے معانی، علامات اور اسالیب پر مشتمل ہیں۔

7.4.3.4لسانی مسائل

قرآن کو دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنا ایک مشکل عمل ہے، کیونکہ بعض عربی الفاظ کے ہم معنی الفاظ کسی اور زبان میں موجود نہیں ہوتے۔ اس سے مفہوم میں تحریف کا اندیشہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر فضل الرحمن لکھتے ہیں:

"قرآن کو اصل عربی متن سے ہٹا کر کسی اور زبان میں منتقل کرنا اصل پیغام کی تاثیر اور معنویت میں کمی کر دیتا ہے۔"[51]

7.5 جدید لسانیات اور فہم قرآن

لسانیات (Linguistics) کی جدید تحقیقات نے قرآن فہمی میں زبان کے کردار کو مزید واضح کیا ہے۔ سمیوٹکس (Semiotics)، پر گمیٹکس (Pragmatics) اور ڈسکورس اینالیسز (Discourse Analysis) جیسے جدید نظریات سے قرآن کے پیغام کی گہرائی کو بہتر سمجھا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد عبد الحلیم، جنہوں نے "Understanding the Qur'an: Themes and Style" تصنیف کی، لکھتے ہیں:

"Without grasping the nuances of Arabic syntax and rhetoric, the Qur'an's literary power and theological clarity remain obscured."[52]

زبان نہ صرف قرآن کے فہم کا ذریعہ ہے بلکہ اس کی صحیح تفسیر، تفہیم اور عملی اطلاق کے لیے ایک لازمی وسیلہ ہے۔ عربی زبان کی فصاحت، بلاغت، صرف و نحو، اور اسالیب کا ادراک قرآن فہمی کے لیے شرط اول ہے۔ چنانچہ قرآن کو سمجھنے اور اس سے راہنمائی حاصل کرنے کے لیے زبان کا فہم بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

8 عبد الغفور ملک کے ہندکو منظوم ترجمہ ٔقرآن کے اثرات

قرآن مجید کا ترجمہ دنیا کی تقریباً ہر بڑی زبان میں کیا گیا ہے، مگر منظوم ترجمہ ایک منفرد صنف ہے جو نہ صرف مفہوم کو منتقل کرتا ہے بلکہ اس میں جمالیاتی پہلو بھی شامل کرتا ہے (رشید، 2020)۔ عبد الغفور ملک کا ہندکو میں قرآن کا منظوم ترجمہ اس حوالے سے ایک اہم اور پہلا قدم ہے جو دینی، ادبی اور لسانی میدانوں میں گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔

8.1 ہندکو زبان کی ترویج

ہندکو زبان پاکستان کے خیبر پختونخوا اور شمالی پنجاب میں بولی جاتی ہے۔ یہ ترجمہ نہ صرف قرآن کی تعلیمات کو ہندکو بولنے والوں تک پہنچاتا ہے بلکہ اس زبان کو ادبی لحاظ سے ایک بلند مقام عطا کرتا ہے [53]۔ منظوم ترجمہ اس زبان کے شعری امکانات کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ عبد الغفور ملک کے منظوم ترجمے سے قبل عوام قرآنی مفاہیم کو صرف زبانی بیانات سے سمجھتے تھے۔ منظوم ترجمہ ہندکو بولنے والے عوام کے لیے دین کو اپنی زبان میں سمجھنے کا پہلا تحریری ذریعہ بنا[54]۔

8.2 عوامی فہم اور دینی شعور میں اضافہ

منظوم ترجمے کی صورت میں قرآن کا پیغام ہندکو بولنے والے عوام کے لیے زیادہ قابلِ فہم اور یاد رکھنے کے قابل بن گیا ہے۔ چونکہ نظم کی زبان عام فہم اور مترنم ہوتی ہے، اس لیے دینی فہم میں آسانی پیدا ہوئی55۔ یہ ترجمہ ہندکو زبان کی ادبی حیثیت کو اجاگر کرتا

ہے اور اسے ایک علمی زبان کے طور پر متعارف کرواتا ہے۔ اس نے ہندکو میں نعت، منقبت اور دینی نظم نگاری کے لیے بھی راہیں ہموار کیں[56]۔

8.3 نظم اور مفہوم کے درمیان توازن

عبد الغفور ملک نے نہایت چابکدستی سے ترجمے میں شعری وزن اور قرآنی مفہوم کے درمیان توازن قائم رکھا ہے۔ نہ قافیہ و ردیف قربان ہوئی اور نہ ہی مفہوم میں تحریف ہوئی۔ یہ کارنامہ علمی اور ادبی مہارت کا متقاضی ہے[57]۔

8.4 تقابلی لسانی مطالعے کا ذریعہ

یہ ترجمہ تقابلی لسانیات کے محققین کے لیے بھی نہایت اہم ہے، کیونکہ اس کے ذریعے اردو، فارسی اور دیگر زبانوں میں موجود منظوم تراجم کے ساتھ تقابل ممکن ہے۔ اس سے ہندکو زبان کے اسلوب اور ساخت پر بھی روشنی پڑتی ہے[58]۔

8.5 روحانی اثرات اور سماجی مقبولیت

نظم کی صوتی خصوصیات اور نغمگی سننے والے پر گہرا اثر ڈالتی ہیں۔ ہندکو منظوم ترجمہ نہ صرف دینی درسگاہوں بلکہ عوامی مجالس میں بھی تلاوت و ترجمہ کی صورت میں مقبول ہوا، جس نے روحانی تعلق کو مضبوط کیا[59]۔ علماء اور مبلغین نے اس منظوم ترجمے کو وعظ و تبلیغ کے دوران استعمال کرنا شروع کیا، کیونکہ ترنم اور شعری طرز قرآن فہمی کو دل نشین اور مؤثر بناتا ہے۔

9 نتیجہ

منظوم ترجمے کی اپنی محدودیتیں بھی ہیں۔ بعض مقامات پر شعری ساخت کی پابندیاں مفہوم کی جزوی قربانی کا تقاضا کرتی ہیں۔ اگرچہ عبد الغفور ملک نے اس مسئلے سے بچنے کی کوشش کی، تاہم مکمل طور پر اس سے اجتناب ممکن نہیں 60۔ اس لیے اصل متن کے ساتھ مطالعہ ضروری ہے۔ ہندکو زبان میں قرآنِ مجید کی تفسیری خدمات پر کام کی گنجائش باقی ہے۔ ہندکو ترجمے کو ڈیجیٹل شکل میں محفوظ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ نئی نسل تک آسانی سے پہنچ سکے۔ عصری فہم، موضوعاتی تفاسیر، اور صوتی تلاوت کے ساتھ ہندکو ترجمہ کی اشاعت وقت کی اہم ضرورت ہے[61]۔

عبد الغفور ملک کا ہندکو منظوم ترجمہ قرآن مجید ایک ہمہ جہتی علمی و دینی خدمت ہے۔ یہ ترجمہ نہ صرف ہندکو زبان کی ادبی صلاحیتوں کا مظہر ہے بلکہ دینی تعلیم کے فروغ کا موثر ذریعہ بھی ثابت ہوا ہے۔ اس کے اثرات ہندکو بولنے والے معاشرے میں دیرپا اور مثبت نوعیت کے ہیں، جو آئندہ نسلوں تک منتقل ہوتے رہیں گے۔

حوالہ جات

[1] Fazwl Rehman, Islam and Modernity: Transformation of an Intellectual Tradition. University of Chicago Press, 1984, P 67

[2] خالد سپاہی، قرآن کے تراجم کی تاریخ. لاہور: ادارہ علومِ اسلامی، 2006ء، ص37

[3] Kidwai, A.R. Bibliography of the Translations of the Meanings of the Glorious Qur'an into English: 1649–1980. Madinah: King Fahd Qur'an Printing Complex, 1987, P 47

[4] شمس الرحمٰن فاروقی، اردو ادب کی روایت. دہلی: مکتبہ جدید، 2012ء، ص32

[5] نصراللہ عباسی، پاکستان کی علاقائی زبانوں میں قرآن کا ترجمہ: ایک تحقیقی جائزہ، اسلامک پبلی کیشنز، 2020ء، ص28

[6] Kidwai, A.R. (1987). Bibliography of the Translations of the Meanings of the Glorious Qur'an into English, P 49

[7] خالد رحیم، قرآن فہمی کے جدید رجحانات. اسلام آباد: ادارہ معارف اسلامی، 2015ء، ص7

[8] احمد حسن رضوی، تراجمِ قرآن: لسانی اور فنی تجزیہ. لاہور: ادارہ معارف اسلامی، 2017ء، ص76

[9] ذاکر حسین عابدی، منظوم ترجمہ قرآن: ادبی اور دینی پہلو. کراچی: انجمن ترقی اردو، 2004ء، ص67

[10] سید منظور حسینی، صوفیانہ شاعری میں قرآنی تاثر. حیدرآباد: ادارہ تصوف و روحانیت، 2009ء، ص19

[11] بشریٰ سلیم، اردو زبان میں منظوم تراجمِ قرآن کا تنقیدی مطالعہ. جامعہ پنجاب، لاہور، 2013ء ص78

[12] ندیم گل، علامہ اقبال کی شاعری میں قرآنی فکر. لاہور: اقبال اکیڈمی، 2016ء، ص65

[13] محمد اکرم طارق، پنجابی زبان میں قرآنی تعلیمات کی منظوم ترجمانی. اردو ریسرچ جرنل، لاہور، گیریژن یونیورسٹی، 2019ء، ص57

[14] دیدار علی عباسی، سندھی زبان میں قرآن فہمی: ایک تحقیقی مطالعہ. سندھ یونیورسٹی، جامشورو، 2018ء، ص34

[15] اکرام اللہ خان، پشتو منظوم ترجمہ قرآن: ایک تحقیقی جائزہ. پشاور یونیورسٹی جرنل، جلد12، شمارہ2، ص58

[16] محمد عارف، عبد الغفور ملک کا منظوم ترجمہ قرآن (ہندکو زبان میں)۔ ادارہ علومِ اسلامی، ایبٹ آباد، 2021ء، ص62

[17] بشریٰ سلیم، اردو زبان میں منظوم تراجمِ قرآن کا تنقیدی مطالعہ، ص83

[18] ذاکر حسین عابدی، منظوم ترجمہ قرآن: ادبی اور دینی پہلو ص69

[19] سید منظور حسینی، صوفیانہ شاعری میں قرآنی تاثر، ص44

[20] . Nasr, S.H. The Study Quran: A New Translation and Commentary. Harper One, 2017, P23

[21] احمد حسن رضوی، تراجمِ قرآن: لسانی اور فنی تجزیہ، ص81

[22] Shackle, C. Problems of classification in Pakistan's Punjabi literature. Journal of Asian

Studies, 1979, Vol. 38(2), pp. 287-308.

23 Rahman, Tariq. Language and Politics in Pakistan. Oxford University Press, 1996,

24 Rahman, Tariq. From Hindi to Urdu: A Social and Political History. Orient Blackswan, 2011, P45

25 Yusuf, Ghulam. Masajid aur Hindko mein Qurani Tafaheem ka riwayati tareeqa. Peshawar Islamic Research Journal, 2005, Issue 3, P 23

26 Malik, Abdul Ghafoor. Tarjuman-e-Wahi (Hindko Manzoom Tarjuma Qur'an). Abbottabad: Iwan-e-Adab Publications, 2019, P 67

27عبد الغفور، ملک، نین کٹورے، مصطفائی پرنٹنگ پریس، ایبٹ آباد، ط1998، ص159

28ایضا، ص78

29عبد الغفور، ملک، سجرے پھل، مصطفائی پرنٹنگ پریس، ایبٹ آباد، ط1992، ص112

30عبد الغفور، ملک، نین کٹورے، ص160

31عبد الغفور، ملک، سجرے پھل، ص113

32عبد الغفور، ملک، نتریاں گلاں، گلستان کتابت جناح باغ، ایبٹ آباد، ط1948، ص172

33ایضا، ص172

34عبد الغفور، ملک، روپ سروپ، مصطفائی پرنٹنگ پریس، ایبٹ آباد، ط1998

35عبد الغفور، ملک، مئے طہور، مصطفائی پرنٹنگ پریس، ایبٹ آباد، ط1998

36حیدر زمان حیدر، ہندکو منظوم ترجمہ از عبد الغفور ملک، گندھارا ہندکو بورڈ، پشاور، ط2008، مقدمہ

37 سورۃ الحجر، 9:15

38 الزرقانی، مناہل العرفان، ج1، ص403

39 ابن الجزری، النشر فی القراءات العشر، ج1، ص186

40 سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج1، ص148

41 الزرکشی، البرہان فی علوم القرآن، ج1، ص282

42 سیوطی، جلال الدین۔ الاتقان فی علوم القرآن، دار الکتب العربی، ج1، ص148-150

43 ابن الجزری، محمد بن محمد، النشر فی القراءات العشر، دار الکتب العلمیۃ، ج1، ص186

44 ہاشمی، اطہر، مطیع الرحمن، رسالہ بجواب رسالہ، 25 دسمبر 2024

45کسیلوی، نذیر حسین، مصنف نذیر اللغات، خط بجواب خط، 19 دسمبر 2024

46ماخوذ از عبد الغفور ملک، ہندکو ترجمۂ قرآن

47ڈاکٹر شاہد جمیل، ماہنامہ ہندکو ادب، شمارہ نومبر 2012، ص17

48عبد الغفور ملک، قرآن کریم دا ہندکو شاعرانہ ترجمہ، مطبوعہ پشاور، 2010

[49] ڈاکٹر زاہد منیر عامر، اردو تراجم قرآن: تنقیدی مطالعہ، ص 221، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2016

[50] حیدر زمان حیدر، ہندکو منظوم ترجمہ از عبد الغفور ملک، گندھارا ہندکو بورڈ، پشاور، ط 2008، مقدمہ

51Fazal Rehman, Islam and Modernity", University of Chicago Press, 1982, P37

52 Abdel Haleem, Understanding the Qur'an: Themes and Style 2001, P56

[53] عارف، محمد۔ 2021۔ ہندکو زبان میں دینی ادب: ایک جائزہ۔ ادارہ علومِ اسلامی، پشاور۔

54 Arif, Muhammad. Hindko zuban mein Qurani Khidmaat ka tahqiqi jaiza. Hazara Islamic Studies Journal, Volume 2. 2021, P 45

[55] یوسف، گلزار، ہندکو زبان میں قرآن فہمی کی کوششیں۔ قرآنیات، 2022ء، ج 8، شمارہ 2، صفحہ 87–104

56 Saeed, Nadia. Regional Languages and Quranic Expression: Hindko in Focus. Islamabad: Institute of Islamic Culture, 2022, P 56

[57] عبد الغفور ملک، ترجمانِ وحی: ہندکو منظوم ترجمۂ قرآن۔ ایبٹ آباد: ایوانِ ادب، 2019ء، ص 47

[58] نادیہ سعید، جنوبی ایشیائی منظوم تراجمِ قرآن کا تقابلی جائزہ۔ اسلامک اسٹڈیز ریسرچ جرنل، 2023ء، ج 10، شمارہ 1، صفحہ 112–130

[59] شمس الرحمٰن فاروقی، اردو تراجم کا تنقیدی مطالعہ۔ کراچی: مکتبہ دانش، 2018ء، ص 45

[60] آمنہ رشید، نظم کا ترجمہ: نظریاتی مطالعہ، لاہور: مرکز ترجمہ و تالیف، 2020ء، ص 33

61 Khan, Ilyas. Digitizing the Hindko Quranic Translation: Challenges and Opportunities. Journal of Contemporary Islamic Thought, Vol. 5(1) , 2023, P 23